# اَبان کا ماحول اور شاعری

## (۲)

(از جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ علیگ)

یدہ صیام وزکوٰۃ ۔ اس نظم میں روزے اور زکوٰۃ کی ان تفصیلات کو جو فقہ کی کتابوں میں ملتی ہیں
ں اسلوبی سے پیش کیا گیا تھا اور اختلافی مسائل میں ہمعصر فقہا (ابو یوسف چیف جسٹس کا طریقہ)
سلک کو واضح کیا گیا تھا، یہ قصیدہ کلیلہ ودمنہ کے بعد نظم ہوا اور قرائن سے
وم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی نظم نہیں لکھی گئی، باقی ساری نظمیں بعد کی ہیں کسی
بان سے کہا تھا کہ کلیلہ ودمنہ کی نظم پر تم کو خوب روپیہ ملا اب ایک قصیدۃ زھد "
علق لکھو تو اَبان نے مثنوی کی بحر میں روزہ اور زکوٰۃ پر ایک لمبی نظم لکھی جس کے ستائیس
صُولی نے دئے ہیں اس وقت زھد ایک غیر مادہ پرستانہ طریق فکر کا نام نہیں تھا بلکہ
سمانی ریاضتوں اور آسائشوں کی قربانی کا، موٹے جھوٹے کھانے پہننے، روزہ اور کثرت
ں وغیرہ کا۔

م کتاب المنطق | شاید یہ کتاب ارسطو کی مشہور تصنیف تھی، جس کا ابن المُقَفَّع نے فارسی سے
ں میں ترجمہ کیا تھا اور جو منطق کی پہلی کتاب تھی جس نے عربی کا لباس پہنا اس زمانہ میں یونانی
م اور خاص طور پر منطق سے دلچسپی پیدا ہو رہی تھی اور سرکاری حلقوں اور دفتروں کے
روں، سکریٹریوں اور متشککین مذہب میں اس کی مانگ بڑھی ہوئی تھی۔

م ادب ابن المقفع | شاید اس نظم میں ابن المُقَفَّع کی وہ کتابیں جو آج کل اَدب الصَّغیر اور
ب الکبیر کے نام سے مشہور ہیں سموئی گئی ہوں، صُولی نے اس نظم کے نمونے نہیں

پیش کئے، کتاب المنطق کی طرح یہ کتاب بھی یحییٰ برمکی کے ایما سے نظم کی گئی تھی۔

۴۔ نظم ذات الحلل | یہ نظم اس زمانہ میں بہت مشہور تھی، بعض لوگ ابوالعتاہیہ (متوفی ۲۱۱ھ) اس کا موجد قرار دیتے ہیں لیکن صولی کی رائے میں یہ ابان کی تصنیف تھی، یہ کسی خاص کتاب سے ماخوذ نہ تھی اس میں شاعر نے بہت سے حقایق پیش کئے تھے جن میں آفرینش عالم، ا کی ساخت اور منطق کے بعض مباحث خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (صولی ص۱)

ان پانچ نظموں کا صولی نے ذکر کیا ہے اور ان میں سے صرف دو کے نمونے پیش ہیں ایک کلیلہ ودمنہ اور دوسرے نظم روزہ و زکوٰۃ پہلی کی تعداد چودہ ہزار تھی اور د کی بابت صولی نے لکھا ہے کہ یہ بہت طویل تھی، جہاں تک مجھے معلوم ہے ان پانچ نظموں سے ہم تک کوئی نہیں پہنچی۔

ابن الندیم کی کتاب فہرست میں جو عربی کتابوں کا سب سے بڑا کاغذی خزانہ ہے کھوج لگانے سے ابان کی آٹھ مزید نظموں کا پتہ چلتا ہے ان نظموں کے نام یہ ہیں: (۱) کتاب اردشیر (۲) کتاب سیرت انوشروان (۳) کتاب بلوہر و بردانیہ (۴) کتاب رسائل (۵) کتاب علم الہند (۶) کتاب الزہر و بوداسف (۷) کتاب سندباد (۸) کتاب مزدک۔ یہ کتابیں جیسا ان کے ناموں سے ظاہر ہے فارسی اور ہندی، سماجی، اخلاقی اور تاریخی موضوعات سے متعلق تھیں۔ پہلی دو ایران کے مشہور ساسانی بادشاہوں اردشیر اور انوشروان عادل کی سیرت اور کارناموں کے تذکرے ہیں ان دونوں کی زندگی، پالیسی، سیرت اور فرمان اس وقت کے عام دفاتر کے اہل کاروں اور سکریٹریوں میں بہت مقبول تھے جیسا کہ جاحظ (متوفی ۲۵۶ھ) نے اپنے رسالہ ذم اخلاق الکتاب (کلرکوں اور سکریٹریوں کے اخلاق کی برائی) میں لکھا ہے اور سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لئے مشعل ہدایت سمجھی جاتی تھیں۔ تیسری کتاب کسی مشہور سکریٹری یا وزیر کے خطوط کا مجموعہ معلوم ہوتی ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ساتویں کتاب مشہور سندباد جہازی کے سنسنی خیز بحری تجربات پر مشتمل تھی۔ آٹھویں ایران کے اشتراکی لیڈر مزدک کے حالات

ب کے بارے میں تھی، یہ لیڈر زمین، عورت اور روپیہ پیسہ کو دولت مشترکہ بنانا چاہتا تھا
ساکر روس میں ان دنوں ہو رہا ہے۔ تیسری، پانچویں اور چھٹی کتابیں جن کا ماخذ یقینی سنسکرت
ے غالباً شخصی، اجتماعی اور شاہی زندگی و سیرت کو منضبط و مہذّب بنانے والے مضامین پر مشتمل
ں گی جیسا کہ کلیلہ ودمنہ ہے۔

ان میں سے دو سیرت نوشیرواں اور کتاب مزدک کے متعلق بہ تحقیق ہمیں معلوم ہے کہ
ن المقفّع نے سپرد قلم کی تھیں (فہرست) اور بقیہ کے بارے میں گمان غالب ہے کہ اس
تصنیف ہوں گی ابن المقفّع ایرانی نژاد تھا اور عراق کے اُموی گورنروں اور ابتدائی عباسی
رانوں کا سکریٹری رہا تھا فارسی و عربی لکھنے کی اس کو بڑی اچھی قدرت تھی، اس نے دونوں
دوں میں ارباب اختیار کی شخصی و اجتماعی بے ضابطگیاں اپنی ذاتی خواہش پر حکومت و رعایا
مفاد اور خدا کے خوف کی بے دریغ قربانیوں کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور اس کی حسن انصاف
ستبازی کو بڑا شدید دھکا لگا تھا اصلاح کے جذبہ سے اس نے متعدد ایسی فارسی و ہندی
ں کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا جن سے افراد و بادشاہوں کی شخصی و سماجی زندگی درست ہو سکتی
۔ اس کی اکثر طبع زاد اور مترجم کتابوں کا موضوع یہی تھا۔

اس کی کتابیں کچھ تو اپنے ستھرے اور رواں اُسلوب کی وجہ سے اور خاص طور پر
نے مضامین کی بدولت سرکاری حلقوں میں جہاں فارسی نژاد لوگ حاوی تھے بہت مقبول
یں اور ان کا مطالعہ کلرکوں، سکریٹریوں اور وزیروں کی دماغی تربیت کے لئے ناگزیر خیال
جاتا تھا ہم پہلے پڑھ آئے ہیں کہ یحییٰ کلیلہ ودمنہ کو حفظ کرنے کے لئے کیسا بے تاب
ا، وہ خود ایرانی تھا اور ایرانی کلچر و شاہی آئڈیل کا بڑا حامی تھا اس کی خواہش تھی کہ اس کلچر
ر آئڈیل کو عباسی ماحول میں رچا دے وہ اور اس کے لڑکے خلافت کے حقیقی منتظم تھے
س لئے ان کی خواہش حکومت کے سارے اخلاقی و مادی وسائل کی قوت کے ساتھ عملی
درت اختیار کرنے لگی تھی اس لئے ابن المقفّع کے ترجمے اور کتابیں۔ اور ہمیں یاد رہے کہ

ابن المقفع اس راہ کے پیش رو دنیں سے ہے بچوں اور بڑوں کے ہاتھوں میں آ گئیں ان تفصیلات کے پیش نظر یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کہ یہ آٹھ یا ان میں سے بعض کتابیں برامکہ کے ایما سے نظم ہوئی ہوں۔

اَبان کے مذہب کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، بعض لوگ اس کو کافر و زندیق بتاتے ہیں بعض کہتے ہیں وہ سچا اور پکا مسلمان تھا اور خود صُولی کی رائے بھی یہی ہے جیسا کہ یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں، "اَبان دل سے مسلمان تھا، حافظ قرآن اور عالم فقہ تھا" (صولی صہ) لسانیات کے مشہور عالم ابو زید انصاری (متوفی ۲۱۵ھ) کی مجلس میں اَبان کا ذکر آیا تو لوگوں نے اس کو کافر بتایا، ابوزید اس پر ناراض ہو کر بولا: "وہ میرا پڑوسی تھا اور کوئی رات ایسی نہیں گذری جب میں نے اس کو قرآن پڑھتے نہ سُنا ہو" ایک دوسرے ہمعصر نے کہا: "اَبان میرا پڑوسی تھا اور اس کا باطن اُس کے ظاہر سے بہتر تھا" (صُولی صہ) خود اَبان نے اپنی ذات کے متعلق مرتے وقت یہ الفاظ کہے: "میں خدا سے تیری توقع کرتا ہوں اور اس کے رحم کا طالب ہوں" میری زندگی میں کبھی کوئی رات ایسی نہیں گذری جب میں نے بہت سے نفل نہ پڑھے ہوں" (صُولی صہ) ایک تیسرے ہمعصر نے اس کے بارے میں یہ رائے دی: "اَبان برامکہ کے محلوں سے لوٹ کر اس قدر سونا کہ نشہ اُتر جائے پھر اُٹھ کر صبح تک نماز پڑھتا تھا" (صولی صہ)

اَبان کے ہمعصر ابونواس نے ایک نظم لکھی ہے جس میں اس کے بارے میں یہ خیالات ظاہر کئے ہیں: ۱۔ ایک دن میں اَبان کے ساتھ بیٹھا تھا خدا اس پر رحم نہ کرے۔

۲۔ ہم مقام نہروان میں امیر کی ڈیوڑھی میں تھے۔

۳۔ جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو ایک خوش بیان مؤذن نے اذان دی۔

۴۔ اذان کے ختم ہونے تک جو وہ کہتا ہم بھی کہتے جاتے۔

۵۔ اس پر اَبان بولا، بغیر دیکھے بھالے تم کیسے ان باتوں کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اس کا رسول ہے، گواہی دیتے ہو۔

۶۔ میں تو جب تک آنکھ سے نہ دیکھ لوں کبھی گواہی نہیں دے سکتا۔
۷۔ میں نے کہا سُبْحَانَ رَبِّیْ۔ اس نے کہا: سُبْحَانَ مَانِیْ دایران کا ایک مدعی نبوت ا
۸۔ میں نے کہا عیسیٰ اللہ کا پیغمبر ہے، وہ بولا شیطان کا۔
۹۔ میں نے کہا موسیٰ کلیم اللہ ہے وہ بولا تب تو تمہارے رب کی آنکھیں اور زبان ہوتیں۔
۱۰۔ اور کیا وہ خود پیدا ہو گیا؟ اگر نہیں تو اس کو کس نے پیدا کیا؟
۱۱۔ یہ سُن کر میں کھڑا ہو گیا اور خدا پر شبہ کرنے والے کافر کے پاس سے ہٹ گیا۔
۱۲۔ جس کا مقصد رندوں کی سی زندگی بسر کرنا ہے۔
۱۳۔ جیسے عجرد، عباد، والبۃ ابن ایاس، قاسم، مُطیع وغیرہ دصُولی ۔ )

جاحظ ابو نواس کے ان الزامات پر یہ رائے زنی کرتا ہے: "تعجب ہے کہ ابو نواس اَبان کے متعلق کہتا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو عجرد، مُطیع، ایاس، والبہ وغیرہ کی لامذہبیت در رندمزاجی کی زندگی بسر کرتے ہیں حالانکہ وہ ان لوگوں سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ اَبان کی عقل نشہ کی حالت میں اُن کی بغیر نشہ کی عقل سے بہتر ہے۔ رہے اس کے عقاید تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے بارے میں کیا کہوں"۔ (صولی ص۱۲ کتاب الحیوان ۴۴۴/۴ )

جاحظ کے اس تبصرہ سے دو نتیجے نکلتے ہیں، ایک یہ کہ اَبان دوسرے ہمعصر شعراء کے مقابلہ میں جن کا نظم میں ذکر ہے شراب نوشی اور رند مشربی میں محتاط اور معتدل تھا دوسرے یہ کہ یا تو اس کے عقائد اتنے عمدہ تھے کہ اُن کی تعریف کے لئے اس کے پاس الفاظ نہیں یا عام لوگوں سے اتنے مختلف کہ ان کی تصریح مناسب نہیں۔

حقیقت حال کا علم تو صرف خدا کو ہے، البتہ ہمیں معلوم ہے کہ اَبان کا ماحول عملاً مادہ پرستانہ اخلاق پر مبنی تھا جس میں نفس پرستی اور بے قید جنسی تلذذ کی قدریں پروان چڑھ رہی تھیں اور خدا ترسی و آخرت کی بازپرس کے تصورات مضمحل تھے اور مذہب عملی زندگی سے بے ربط ہو کر بعض رسومات کی ادائیگی اور بعض طریقوں کی پابندی کا نام تھا اور چونکہ ایک زندہ اور متحرک آئیڈیالاجی کی جگہ ہیجان

خارجی رسومات پر سارا زور تھا اس لئے بہت سے تیز طبیعت لوگ اُن کو مُہمل سمجھ کر ان سے آزاد رہنا چاہتے تھے اور بہت سے ایرانی نسل کے سرکاری عہدہ دار ایران کے پُرانے رہنماؤں مثلاً زرتشت، مانی، مزدک وغیرہ کی عقیدت کا دم بھرتے تھے، جن کی پیروی میں وہ ایک آزاد مذہبی رسومات سے پاک زندگی بسر کرنا پسند کرتے تھے جس میں نہ خدا ہو نہ خدا کا خوف، نہ آخرت کی بازپرس کا اندیشہ، نہ حلال حرام کی پابندیاں: لیکن چونکہ حکومت اسلامی حکومت کے نام سے چلتی اور اس کے مورث و بانی مسلمان تھے اس لئے علی الاعلان اسلام سے بغاوت کر کے یا اس کے شعائرِ ظاہری سے بے پرواہی برت کر اس قسم کے لوگوں کا حکومت کے عہدوں پر فائز رہنا یا حکومت کی تعزیر سے بچنا مشکل تھا۔ یہ لوگ عملاً سب کچھ روحِ اسلام کے خلاف کرنے کے باوجود نہ تو اسلام سے بغاوت کا اعلان کرتے تھے نہ اس کے ظاہری شعائر سے بے پرواہی کی جرأت، چنانچہ ہر قسم کی بدعنوانیوں اور بدکرداریوں کے ساتھ ساتھ نماز وغیرہ باقاعدگی سے بہ جماعت انجام دیتے رہتے اور اس لئے ان سے کوئی تعرض نہ کرتا البتہ ان ظاہری رسومات سے بے التفاتی یا ان کی پبلک تحقیر حکومت اور عوام کی نظر میں ان کو مجرم شرابی اور ان کو کافر، زندیق اور ملحد کا لقب دیا جاتا اور وہ حکومت کی طرف سے سزا پاتے خلیفہ مہدی کے زمانہ میں (۱۵۸ تا ۱۶۹ھ) تو زندیقوں کا کھوج لگانے اور سزا دینے کا ایک مستقل محکمہ وجود میں آگیا تھا، بشار ابن بُرد بصرہ کے اندھے شاعر کو اسی محکمہ نے بہ جُرم زندیقی سزائے موت دی حالانکہ اس کا جُرم خلیفہ کے وزیر کو ناراض کرنا تھا زندقہ صرف ایک بہانہ تھا۔

اس نفس پرستی کے ماحول میں جہاں اور اخلاقی و دینی مفاسد تھے، رقابتیں، باہمی حسد، شخصی عداوتیں اور سازشیں بھی زور پکڑے ہوئے تھیں سرکاری اور درباری حلقوں سے تعلق رکھنے والے شخصی اقتدار اور خوش حالی کے لئے ہر قسم کی بازیاں لگاتے تھے شاعروں کے گروہ میں اگر کسی کو خلیفہ یا وزیر یا کسی دوسرے بڑے آدمی کی مقبولیت حاصل ہو جاتی تو دوسرے اس کو نیچا دکھانے کی فکر میں لگ جاتے اور ریشہ دوانیوں اور الزاموں سے اپنا اپنا مقصد حاصل کرنے

اس مقصد کو حاصل کرنے کا ایک مؤثر آلہ اس زمانہ میں زندقہ کا الزام تھا۔ زندقہ کا مفہوم کافی وسیع تھا لیکن خاص طور پر اُس شخص کے گلے میں اس کا پھندا ڈالا جاتا جو ایران کے متعدد پیغمبر یا مانی، زرتشت، اشتراکی، مزدک سے عقیدت رکھتا یا معتقد بتایا جاتا اور اپنی سیرت اور طرز زندگی میں کھلے طور پر بے حیا، رند مزاج اور عیاش ہوتا اور نماز، روزے، حج، زکوٰۃ و جہاد کو انجام نہ دیتا یا ان کا احترام نہ کرتا۔ ابن المقفع نے مزدک اور بقول مسعودی (مصنف مروج الذہب) مانی و زرتشت وغیرہ کی کتابوں کا پہلوی سے عربی میں ترجمہ کیا تھا اور بقول بعض کسی آتش کدے کو دیکھ کر دو شعر پڑھے تھے جن سے آگ سے اس کی عقیدت ظاہر ہوتی تھی پھر ایک معاملہ میں خلیفہ منصور اس سے ناراض ہو گیا اس لئے اس پر زندقہ کا الزام لگا کر جلوا دیا گیا۔ اگرچہ ابن المقفع اپنی سیرت اور اخلاق کے لحاظ سے نیک اور خدا ترس آدمی تھا۔ یہ واقعہ ۱۴۲ھ اور بقول بعض ۱۴۵ھ کا ہے۔ بشار بن بُرد نے چند اشعار سے مہدی کے وزیر یعقوب بن داؤد کو ناراض کر دیا تھا اس لئے زندقہ کی فردِ جرم میں اس کو بھی ہلاک کر دیا گیا ۱۶۸ھ

ابو نُواس کی نظم کچھ اسی قبیل کی معلوم ہوتی ہے۔ جن لوگوں نے ابو نُواس کا کلام پڑھا ہے اُن کو معلوم ہے کہ اُس نے کیا کیا کفر بکا ہے۔ یہ سارے الزامات جو وہ اَبان کے خلاف لگاتا ہے خود اس نے اپنے خیالات کے طور پر متعدد جگہ پیش کئے ہیں بلکہ وہ تو تشکک اور کفر کی باتوں کو خوب مزے لے لے کر اپنے خوبصورت کلام میں بیان کرتا ہے۔ مگر چونکہ وہ نماز با جماعت انجام دیتا ہے اور دربار میں اس کو اقتدار حاصل ہے کوئی اس پر زندقہ کی آڑ سے وار نہیں کرتا میرا خیال ہے[1] کہ برامکہ کے ساتھ اَبان کی قربت اور اس کی شاعرانہ دھاک نے ابو نُواس کے قلم سے یہ نظم لکھوائی، ورنہ

---

[1] یہ سطریں لکھنے کے بعد عِقد الفرید میں ایک روایت ملی جس نے ابو نُواس کی نظم زیر بحث اور اَبان کے ساتھ اس کی دشمنی کا پس منظر بالکل صاف کر دیا ہے عِقد کا راوی کہتا ہے: فضل نے اَبان کو شعراء میں ان کے مرتبہ شعری کے لحاظ سے روپیہ تقسیم کرنے کو دیا تو اس نے ابو نواس کو یہ کہتے ہوئے ایک خراب درہم دیا۔ میں نے ہر شاعر کو اس کے مرتبہ شعری کے لحاظ سے انعام دیا ہے اور تم زیادہ سے زیادہ ایک درہم کے مستحق ہو۔ ابو نواس نے ناراض ہو کر اسکی ہجو کی؟
عقد ۳/۴۲

ابونواس کو خود ان عقائد سے کب محبت تھی جو ان کے فقدان پر اَبان سے مواخذہ کرتا صُولی نے اس کے کچھ اور شعر بھی دئیے ہیں جن میں اس نے اَبان کی صورت و سیرت کا خاکہ اڑایا ہے جو دراصل اَبان کی اس افتتاحیہ نظم کا ردِ عمل ہیں جس میں اس نے اپنی تعریف کرکے فضل کی قربت حاصل کی تھی۔ ان شعروں کا ترجمہ یہ ہے :

(۱) کم نصیبی کا مجھ سے زیادہ مستحق وہ ہے جس کا نام نغمہ سنج بلبل ہے (اَبان نے افتتاحیہ نظم میں اپنے واسطے یہ لفظ استعمال کیا تھا)

(۲) جب وہ بولتا ہے تو گڑ گڑ (دمشک کی طرح) کرتا ہے اور لوگوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کو بات کرنا نہیں آتی۔

(۳) تجھ میں وہ کوئی صفت نہیں جو تو نے بیان کی سوائے بے ہودہ اخلاق کے۔

(۴) تیری ڈاڑھی کچیا ہے، ناک چھوٹی، تو ٹیکی و خدار سی سے منحرف ہے۔

میرا خیال ہے کہ جن لوگوں نے اَبان پر کفر کا الزام لگایا ہے وہ یا تو اس سے کوئی شخصی کد، حسد یا رقابت رکھتے تھے یا اَبان کی ان رنگیلے شعراء کے ساتھ دوستی سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور تھے جو اپنے اشعار اور لذت پرستیوں کے لحاظ سے کھلے ہوئے بے حیا تھے۔ صُولی نے ایسے بارہ شاعروں کے نام دئیے ہیں جن میں تینوں حماد (حماد عجرد، حماد راویہ حماد بن زبرقان مشہور رند) اور ابونواس کا استاد والبہ (مشہور رند) بھی شامل ہیں جن سے اَبان کا میل تھا اور لکھا ہے کہ ان میں بڑی دوستی تھی گویا ایک جان ہوں (صولی صد)

گو کہ اَبان کے عقائد اور مذہبیت پر شبہ کیا گیا ہے، گو کہ ابونواس نے اس کو مانی کا معتقد قرار دیا ہے اور بعض ہم عصر اس کو کافر بتاتے ہیں گو کہ اس نے بلیغ ہجو کی ہے اور بعض لوگوں کا مذاق اڑایا ہے

---

لہ عقد کے راوی کا کہنا ہے کہ اشعار مذکور کا جب ابونواس کو علم ہوا تو اس نے یہ شعر کہے۔ اَبان نے رسوائی سے ڈر کر ابونواس سے کہلا بھیجا کہ دس لاکھ درہم لے لو جو بقول راوی عقد فضل نے انعام میں دئے تھے) اور اشعار مذکورہ کو مشتہر نہ ہونے دو، لیکن ابونواس نہ مانا اور بولا کہ اگر دس کروڑ درہم بھی دوگے تب بھی بغیر مشتہر کئے نہ مانوں گا اس کا اثر یہ ہوا کہ فضل نے اَبان کو علیحدہ کر دیا۔۔۔ عقد ۳/۲

بعض کنیزوں کی محبت کے ترانے گائے ہیں اور امرد لڑکوں کے عشق میں شعر کہے ہیں پھر بھی اس کے عام شاعرانہ رجحانات اس کی زندگی کے حالات اور اس کی مذہبیت کے حق میں بھاری شہادتوں کے پیش نظر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی سیرت اور کردار میں عام شعراء اور بے فکر خوش حال لوگوں سے کافی بلند تھا وقت کے سب سے غالب تین اصنافِ سخن یعنی قصیدہ غزل اور ہجو میں سے غزل تو نہ کہنے کے برابر اس نے کہی اور یہ بڑی حیرت کا مقام ہے، قصیدے جن کی بنیاد خوشامدانہ تعریف اور فاسد ذہنیت پر تھی اس نے بہت کم کہے اور ہجو میں بھی اعتدال و ملاحت کا پہلو ملحوظ رکھا اور اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو مفید کتابیں نظم کرنے پر صرف کیا جبکہ اور کوئی اس خشک موضوع سے دلچسپی نہ لے سکا اس میں اتنی اخلاقی حس بھی تھی گو کہ یہ بہت جلد اپنے مربی کی تلقین پر دغا دے گئی کہ اس نے بنو عباس کے استحقاقِ خلافت کو حضرت علی کی اولاد کے مقابلہ میں سراہنا یا اس کا پرچار کرنا پسند نہ کیا اور رشید کے انعام سے محروم رہنا گوارا کیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن اس نے برامکہ سے اس بات کی شکایت کی کہ دوسرے شعراء رشید سے بڑے بڑے انعام لے کر خوب مالدار ہوگئے اور وہ ان کی سرپرستی اور اپنی خدمت کے باوجود غریب رہا۔ اس پر فضل بولا: "اگر تم مروان (جس نے بنو عباس کے استحقاق خلافت کا ایک قصیدہ میں) پروپیگنڈا کرکے رشید سے ایک لاکھ درہم کا انعام لیا تھا) کے راستہ پر چلو تو میں تمہارا کلام پیش کردوں گا اور تمہاری مراد پوری کرادوں گا" ابان نے کہا: خدا کی قسم میں اسے جائز نہیں سمجھتا" فضل نے اس پر ذیل کی یہ رائے دی جو اس وقت کی اخلاقی دیانی کھوکھلے پن کی بہت اچھی مثال ہے:"ہم سب وہی کرتے ہیں جو جائز نہیں ہے اور تم کو ہمارے اور دوسرے لوگوں کے نقش قدم پر چلنا چاہئے"
(صولی ص۱۲) ابان نے اسی رائے پر عمل کیا:۔

اس کی مذہبیت کے بارے میں اوپر شہادت گذری ہے کہ وہ حافظ تھا فقیہ تھا اور رات کو نفلی نمازیں پڑھتا تھا؛ یہ سب کچھ ہوگا لیکن اس کی نماز کے سلسلہ میں ایک عجیب بات اس کے لڑکے نے نقل کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی نماز بے روح قالب تھی۔ یہ کلیلہ ودمنہ کے زمانہ

نظم کی بات ہے؛ وہ کہتا ہے کہ میرا باپ جب نماز پڑھتا تو ایک تختی اُس کے سامنے رکھی رہتی تھی جب وہ سلام پھیرتا تو تختی اُٹھا کر اس میں وہ شعر لکھ دیتا جو دورانِ نماز میں اس نے بنائے ہوتے، اس کے بعد پھر نماز پڑھنے لگتا" (صولی صلہ)

اُبان کی شاعری اُبان کی شاعری کے بارے میں تیسری صدی ہجری کے مشہور مصنف اور ادیب جاحظ کی رائے یہ ہے: مولّدون شعراء (نئے جو عربوں کے گھر میں پیدا ہوئے لیکن ان کی مائیں غیر عرب تھیں) میں بشار، سید حمیری، ابوالعتاہیہ اور ابن عیینہ کو سب سے زیادہ شعر کا فطری سلیقہ حاصل تھا، اس زمرہ میں بعض لوگوں نے یحیٰی بن نوفل، سَلم الخاسر اور خلف بن خلیفہ کو بھی شامل کر دیا ہے لیکن ان تینوں میں اُبان بن عبدالحمید، فطری سلیقہ شعری میں سب پر فائق تھا اور مذکورہ تمام شاعروں پر بشار (صولی صلا البیان والتبیین ۴۹/۱) میرا خیال ہے کہ اس رائے میں کثرت کلام کو شعر کے فطری سلیقہ کی بنیاد قرار دیا گیا ہے یعنی جاحظ نے نئے شعراء میں ان شاعروں کا کلام مقدار میں سب سے زیادہ پایا اور اس قدر اُن کو ان کی غیر معمولی شعری صلاحیت کا اثر تصور کرکے یہ رائے دی اور بشار کا کلام چونکہ مقدار میں ان سب سے زیادہ تھا۔ اس کو ان سب کا سرتاج قرار دیا۔ میرے اس خیال کی تصدیق اس بات سے ہوگی کہ بشار، سید حمیری اور ابوالعتاہیہ کے کلام کے متعلق کتابوں میں تصریح کی گئی ہے کہ ابتداء میں وہ بہت تھا اور بعد میں اکثر ضائع ہوگیا۔ اور اغانی ۳/۷ کے مصنف نے صاف صاف لکھا ہے: جاہلیت اور اسلام میں سب سے زیادہ شعر بشار، ابوالعتاہیہ اور سید حمیری نے کہے" اس کے علاوہ بشار کی طرف یہ دعوےٰ منسوب کیا گیا ہے کہ "میں نے بارہ ہزار قصیدے کہے اور کیا ہر قصیدے میں ایک شعر بھی اعلیٰ درجہ کا نہ ہوگا؟" بر نے محسوس کیا ہے کہ اس زمانہ کے ادیب عام طور پر ان شعرا کو فحول یا صف اول کا شاعر قرار دیتے ہیں جن کا کلام مقدار میں بہت ہے جیسے امرء القیس، اعشیٰ، اور فرزدق لیکن میرے خیال کا یہ مطلب نہیں کہ شعر کی وجدانی و شعوری خوبیوں کو اس رائے میں بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

جاحظ کی رائے سے یہ بات مسلم ہے کہ اُبان کا کلام مقدار میں بہت تھا اور وہ ایک غیر معمولی

شعری صلاحیت کا مالک تھا۔ اس کی پانچ مثنویوں کا توصُولی نے بھی ذکر کیا ہے اور صرف کلیلہ و دمنہ کے اشعار کی تعداد چودہ ہزار بتائی ہے باقی چار مثنویوں کی تخمینی تعدادِ شعر اگر ۲۰ ہزار اور فہرست کی مذکورہ مثنویوں کی علی الاقل تینتیس ہزار اور ان کے علاوہ قصیدوں اور قطعات وغیرہ کی تعداد ۵ ہزار مان لی جائے تو کل تعداد ۷۰ ہزار کے لگ بھگ پہنچتی ہے۔

صُولی نے اَبان کے ساڑھے پانچسو شعر نقل کیے ہیں جنمیں ۴۷ نظم روزہ و زکوٰۃ اور ۷۶ کلیلہ و دمنہ سے متعلق ہیں، سوا سو سے اوپر ہجو اور مذاق پر مشتمل ہیں، باقی اشعار کی اکثریت مدحی قصائد جو رشید، یحییٰ، فضل و جعفر، اپنے آبائی وطن فسا کی تعریف اور مرثیوں پر مشتمل ہے، باقی اشعار مختلف روزمرہ کے واقعات کی بابت ہیں اور شاعر کا بہترین ترکہ یہی ہے، زہد حماسہ، خمریات، اور غزل پر جو قصیدہ کی طرح شعر کے مشہور اصناف ہیں، غالباً اَبان نے طبع آزمائی نہیں کی۔ صولی کے پیش کردہ اشعار میں ان کے نمونے نہیں ملتے اور یہ تعجب کی بات ہے اَبان کے ماحول میں قصیدہ، ہجو اور مرثیہ کے ساتھ، خمریات، غزل اور زہد شعراء کے نہایت پسندیدہ موضوعات تھے۔ اَبان کی غزل کے ایک دو نمونے صُولی نے دیے ہیں اور لکھا ہے کہ اس نے غزل بہت کم کہی ہے، جب اَبان سے کسی نے پوچھا کہ تم ابونُواس کی طرح غزل کیوں نہیں کہتے تو اس نے جواب دیا: "جس طرح میں نے کتابوں کو نظم کیا ہے۔ ابونُواس نے نہیں کیا، میں تو ایسے موضوع پر شعر کہتا ہوں جس سے مجھے فائدہ ہو" (صولی ص۳۹) غالباً خمریات اور زہد وغیرہ پر شعر نہ لکھنے کا بھی یہی سبب ہوگا:

اَبان کا اسلوب شستہ اور رواں ہے، اس کا کلام عراق کی عباسی، ریشمی و مخملی تمدن سے پوری طرح متاثر ہے، اس میں خشکی و صلابت بالکل نہیں اور یہ دوسری صدی ہجری کے اکثر عراقی شعراء کی خصوصیت نظر آتی ہے جب وہ قصیدہ جیسی بے جان صنف کو چھوڑ کر روزمرہ کے واقعات یا وجدانی اُمور کو پیش کرتے ہیں۔

تاریخ ادب میں اَبان کی پوزیشن کافی بلند ہے گو کہ اس کا اعتراف نہیں کیا گیا ہے جہانتک

سب مجھے معلوم ہے وہ پہلا شاعر تھا جس نے نثری موضوعات کو نظم کیا اور تعلیم وحفظ کی آسانی کے لئے کتابوں کو شعر کا جامہ پہنانے کی رسم ڈالی، اور شعر سے جو اس وقت تک عشق ومحبت کے افسانوں فرعون ساز تعریف اور ہجو گوئی کے لئے مخصوص تھا مفید خدمت لی اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک قابلِ تقلید اضافہ کیا۔ عربی شاعری کے نقادوں نے ہمیشہ اس بات کی شکایت کی ہے کہ دُنیا کی دوسری ممتاز زبانوں کی طرح عربی میں قصصی شاعری یعنی (Epic) نہیں ہے اَبان کی نظمیں چاہے قصصی شاعری (Epic) کے مخصوص مفہوم سے کچھ مختلف ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ ان میں سے کئی ایک Epic کی طرح لمبے اور اثر انگیز قصصی مواد پر مشتمل تھیں۔

اس کی تقلید زیادہ نہیں کی گئی، وجہ یہ تھی کہ نظم کرنے کا کام نہ تو اتنا دلچسپ تھا جتنا طبعزاد شاعری کا اور نہ اتنا پُر نفع، ایک معمولی سا قصیدہ لکھ کر شاعر اس سے زیادہ کما لیتا تھا جتنا کسی کتاب کو منظوم کرکے پھر بھی دوسری و تیسری ہجری میں نثر کو نظم کرنے کی رسم کو خوب فروغ تھا مثال کے طور پر یہاں دو نام پیش کئے جاتے ہیں: بلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) جس کو ہم فتوح البلدان وانساب الاشراف کے مصنف کی حیثیت سے جانتے ہیں بڑا زبردست ہجو گو شاعر بھی تھا اس نے کتاب سیرت اردشیر کو جو اس وقت نہایت مقبول تھی نظم کا جامہ پہنایا۔ (فہرست صـ۲۳) اور بشر بن معتمر نے بہت سے رسالے منظوم کئے جن میں سے چوبیس کا فہرست نے ذکر کیا ہے (فہرست صـ۲۳) بشر علم الکلام کا بڑا عالم تھا یہ ساری نظمیں مذہبی اور فرقہ وارانہ مجادلوں پر مشتمل تھیں جو قوت واقتدار کے سایہ میں خوب پروان چڑھ رہے تھے۔

اَبان کی شاعری کی دوسری خصوصیت جو صولی کے اقتباسات میں جلوہ گر ہے یہ ہے کہ وہ روزمرہ کے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات پر شعر لکھتا ہے جن سے خود اس کی نفسیات، سیرت اور اجتماعی ماحول کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے: روزمرہ واقعات پر عربی کے بہت سے شاعروں نے شعر لکھے ہیں جو یا تو شعر کی معروف اصناف سے باہر ہونے کے سبب محفوظ نہ رکھے گئے یا تاریخ وادب کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں! ایسے اشعار بہرحال دیوانوں اور مجموعوں میں

کم ہی نظر آتے ہیں' واقعہ یہ ہے کہ عربی شعر اور خاصکر اسلامی دور کا شعر شخصی و اجتماعی زندگی کے ان تاثرات سے بہرہ مند ہے جو شعر کی فرسودہ و بے جان اصطلاحی قسموں میں نہیں سما سکتی اور جن کی اجتماعی قدر و قیمت اُن اصطلاحی اقسام کی فنی قدر و قیمت سے بہت زیادہ ہے۔

ذیل میں ہم ابان کے کلام کے ایسے نمونوں کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جن سے اس کی نفسیات سیرت اور اجتماعی ماحول کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے :۔

۱۔ اَبان کے پڑوس میں ایک شخص محمد نامی رہتا تھا جو اس کا دشمن تھا اس نے ایک بہت مالدار عورت سے جس کا نام عَمّارہ تھا شادی کی۔ اَبان نے اس کی ہجو میں شعر لکھے اور اُس کی دلہن کو ایسا ڈرایا کہ وہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئی اور محمد کو بڑا مالی نقصان اُٹھانا پڑا ان اشعار سے اس وقت کی شادی بیاہ کی بعض رسموں کا بھی پتہ چلتا ہے :

۱۔ جب میں نے دیکھا کہ گلی ساز و سامان، زرق برق کپڑوں اور فرش فروش سے بھر گئی ہے

۲۔ اور کبھی اس گھر سے کبھی اُس گھر سے اُس میں اخروٹ اور شکر پھینکی جا رہی ہے!

۳۔ اور گانے والے بلائے گئے ہیں، طبلچیوں اور نفیری بجانے والوں کی بھیڑ ہے!

۴۔ تو میں نے پوچھا: یہ کاہے کی تیاریاں ہیں؟ مجھے بتایا گیا: ایک عجیب بات ہونے والی ہے یعنی محمد کی عمارہ سے شادی ہے۔

۵۔ خدا نہ کرے کہ عمارہ اس کے گھر میں آباد ہو اور انتقام لیتا ہوا اس کو (محمد) نہ دیکھے۔

۶۔ عمارہ نے اس میں کیا دیکھا؟ اور کس بات کی اس سے توقع کی؟ وہ تو بڑی ممتاز عورت ہے،

۷۔ وہ سیخ کی طرح کالا ہے، ایسا کالا کہ بھرجی کا بھاڑ اس کے سامنے ہیچ ہے، وہ تو کولتار ہلانے کی لکڑی کی طرح سیاہ فام ہے۔

۸۔ اس کے بچوں کو بہ کی طرح ہلکی پانچ روٹیاں ملتی ہیں اور اگر اس کے گھر والے کہیں زیادہ کھا لیتے ہیں تو اس کے ڈر سے بھاگتے پھرتے ہیں۔

۱۲۔ جب رات کو اس کی آنکھ لگ جائے تو تو اُٹھ کر نکل بھاگنا۔

۲۔ اَبان کا ایک پڑوسی تھا جس کا نام یزید تھا اس کی ایک گانے والی کنیز تھی اس لئے اس کے پاس اَبان اور کچھ دوسرے احباب آیا جایا کرتے تھے، کنیزکوان میں سے ایک کے ساتھ محبت ہوگئی اور اس کا چرچا ہونے لگا۔ اَبان نے غالباً ازراہ خیر خواہی یہ شعر یزید کو لکھ کر بھیجے:۔

۱۔ اے یزید تم سو رہے ہو، خبردار ہو، تم اپنی وجاہت کو خاک میں ملا رہے ہو، ہوش میں آؤ

۲۔ تم اس وقت تک نرمی سے پیش آؤ جب تک کہ تمہیں کمزور نہ سمجھا جائے، اور جب تمہارا دوست بدتمیزی کرنے لگے تو سختی سے پیش آؤ۔

۳۔ کبھی کوئی گدلی چیز نہ پیو اور اگر تمہارے پیالے میں تنکا نظر آتے تو نکال کر پھینکدو۔

۴۔ اور اپنے مخلص دوست کے مشورہ پر عمل کرو اور ایک نصیحت پذیر، بُرائی سے باز آنے والے کی سی طبیعت پیدا کرو۔

۵۔ یہ کیا بات ہے کہ تم عقلمندوں کو خاطر میں نہیں لاتے اور خوبصورت شہوت انگیز لڑکیوں کی بات پر کان دھرتے ہو؟

۶۔ تمہارے پاس ایسا شخص آتا ہے کہ اگر تم کو کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھنے پر اشرفیوں کی تھیلی دی جائے تو تم نہ دیکھو۔

۱۱۔ اگر تم شریف ہوتے تو تلوار کا ایسا وار کرتے کہ اس کی جان نکل جاتی۔

(۳) مُعاذ بن مُعاذ جب بصرہ کا قاضی مقرر ہوا تو اَبان نے ذیل کے اشعار سے قاضی کو راستبازی کی تلقین کی:۔

۱۔ اے نیک معاذ بن معاذ اور اے پہلے عقل مند!

۲۔ خاندان لاحق کے لوگ اور قبیلہ بنو تمیم کے مختلف افراد اب تیار ہو گئے ہیں (یعنی تمہارے عہدہ سے ناجائز فوائد حاصل کرنے کے لئے)

۳۔ ہماری مسجد میں باوجود اس کے تنگ ہونے کے بری طرح بھر گئے ہیں (قاضی معاذ کی عدالت)

۴۔ وہ اپنی قمیصیں اُڑس کر بیٹھ گئے ہیں اور سجدہ گاہ کو لہسن (غالباً گوز) سے خوب رگڑ تا ہے
۵۔ ان میں سے ہر ایک امید کرتا ہے کہ تم یتیم کا مال اس کے سپرد کردوگے (قاضی یتیم کے مال کا منتظم ہوتا تھا)

۶۔ لہذا خدا سے ڈرتے رہنا، تم پر بڑی بھاری ذمہ داری آگئی ہے۔

(۴) اَبَان کی غزل کا نمونہ :-

۱۔ وصال کے بعد وہ تم سے جُدا ہوگئی میں اس کی لیت ولعل سے اُکتا گیا ہوں۔

۲۔ اس نے تیرِ نظر تم پر ایسے بے خطا چلائے کہ تمہارے دل کے پار ہو گئے۔

۳۔ جب اس نے میری شگفتگی دیکھی تو نظر امید بالکل ہٹالی۔

۵۔ اس کے ساتھ لطف گفتگو سے میری پیاس بجھ جائے گی۔

۶۔ دل اس کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے اور اس کی بے کلی رہتی ہے۔

۷۔ دن بھر اُس کے فراق میں آنسو نہیں رُکتے۔

۸۔ رات بھر اس کی فرقت کے بھیانک غموں سے سرگوشیاں کرتے گذرتی ہے۔

۹۔ اور ہر وقت اس کی خیالی تصویر پر نظریں جمی رہتی ہیں۔

۱۰۔ اس کی حالت یہ ہے کہ وہ بے فکری سے رات بسر کرتی ہے۔ میرا اس کے دل میں خیال تک نہیں آتا۔

۱۱۔ وہ اتنی حسین ہے کہ اگر اس کو اپنی صورت بنانے کا اختیار مل جائے تو وہ اپنی موجودہ صورت سے زیادہ دلکش نہیں بنا سکتی۔

۱۲۔ شباب کی رونق اس کے گالوں میں ہے اور خوبصورتی اس کے کپڑوں کے نیچے۔

(۵) بڑھاپے میں جوانی کی نشاط اندوزیوں کی یاد اس زمانہ میں بہت سے مالدار اور دربار سے تعلق رکھنے والے لوگ کوٹھیوں، باغوں اور دریا کے کناروں پر رقص و شراب نوشی کی محفلیں منعقد کر کے داد عیش دیتے تھے شعراء اور رندمزاجوں کا یہ محبوب مشغلہ تھا۔ اَبَان نے جو جذبات پیش

گئے ہیں وہ محلوں اور دربار سے تعلق رکھنے والوں کے جذبات کی آواز بازگشت ہیں ؛ جاہلیت کے اکثر شعراء کی زندگی کا آئیڈیل بھی یہی تھا طَرَفَہ اور عبیدہ بن الأبرص نے بھی اَبان کی طرح تین لذتوں کو زندگی کی ساری لذتوں کا خلاصہ قرار دیا ہے اور اس کے اور اُن کی لذتوں میں حیرت انگیز مشابہت ہے؛

۱۔ اگر بڑھاپے نے میرے لہو ولعب کی باگ پکڑ لی ہے اور میں زیادہ مزے نہیں اُڑا سکتا تو صبر کا موقع ہے۔

۲۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جب بہت سی راتوں میں میں نے ایسے مزے لوٹے تھے کہ راتیں چھوٹی معلوم ہونے لگی تھیں۔

۳۔ اور بہت سے دنوں میں ایسے لطف اُٹھائے تھے کہ وہ گریزپا نظر آتے تھے جن کو ایک نوخیز لڑکی کی صحبت جو روشن چاند کی طرح خوبصورت تھی چھوٹا کر دیتی تھی۔

۴۔ جب میں اس کے سامنے شان سے بیٹھتا اور اُس کی انگلیاں تار و نیہ حرکت کرنے لگتیں اور وہ گانا شروع کرتی : اَلَمْ تَرْبَعْ بمنزلۃ ودود ۔

۵۔ تو مجھے ایسا محسوس ہوتا کہ گویا میرے سر پر تاج رکھا ہے اور میں تخت پر بیٹھا ہوں اور مجھے سلام کئے جا رہے ہیں۔

۶۔ مجھے زندگی کا لطف بس تین چیزوں میں منحصر نظر آتا ہے۔

۷۔ (الف) دھوپ میں پکی ہوئی شراب جس پر آنچ نہ لگی ہو اور جس میں ہانڈی کے میل کچیل کی بو نہ آئی ہو۔

۸۔ (ب) دو کنیزیں (خوبصورت لڑکیاں) جن میں سے ایک ڈھول پر اور دوسری ستار پر عمدہ گاتی ہو۔ اور

۹۔ (ج) نوجوان، خوش اخلاق و خوش ادا دوست جو

۱۰۔ ایک دوسرے پر جام شراب کی گردش کے وقت جان نثار کرتے ہوں۔